واقبال کے بعد کہ قرآن مجید بذات خود مشرح و مفصل نہیں اور حدیث اِس کی مزید تشریح و تفصیل
کرتی ہے۔ جس سے اسکا اصل مذہب باطل ہوتا ہے اور ساری بحث اس جگہ ختم ہوتی ہے کوئی
حدیث بھی ایسی نہ ملے تو بدرجہ سوم کسی مسلمان حاجی سے خواہ کسی مذہب کا ہو یہ شہادت
دلوادے اور کوئی مسلمان نہ ملے تو اپنے حامی و مربی چٹو بٹولی (بیٹے پٹوا) سے ہی حقیقی شہادت
دلوادے کہ عرفات کے دن جمع صوری ہوتی ہے۔ عصر کی نماز ظہر کے وقت میں نہیں
پڑہی جاتی۔

یہ شہادت بھی اُس سے بہم پہنچائی نہ جلئے تو اُس کے پیروان جو خدا کا خوف
رکھتے ہیں یقین کریں کہ یہ شخص بڑا دھوکہ باز و کذاب ہے۔ یہ جھوٹ بول کر لوگوں
کو گمراہ کر رہا ہے۔ اور اُس کے اِتباع سے دست بردار ہو جائیں۔

اِس جمع صوری کی مخالف جمع حقیقی کا اقرار مجیب کے اپنے قول میں بھی پایا
جاتا ہے جو جمع مزدلفہ کے بیان میں عنقریب اس سے منقول ہوگا۔ اس اقرار مجیب
کو دیکھ کر بھی اگر اس جمع صوری کی تجویز میں پیروان مجیب اس کو دھوکہ باز اور کذاب نہ
سمجھیں تو اِس سے سمجھا جائے گا کہ وہ بھی ہٹ دہرمی میں مبتلا ہیں۔ اور طالب حق نہیں
ہیں۔ اور پیر پرستوں کے اِس مقولہ کے مقلد ہیں ؎ پیر من خس است۔ اعتقاد
من بس است ✤

دوسرے دعوے کے ثبوت میں جو اُس نے آیت فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ
الْحَرَامِ پیش کی ہے۔ اُس کی نسبت کہا ہے کہ اِس آیت میں ذکر سے نماز مغرب و عشاء
کو جمع کرنا مراد ہے۔ جو مزدلفہ میں ہوتا ہے۔ نہ تکبیر و تہلیل و تسبیح و تلبیہ جو رستہ میں جاری
رہتا ہے۔ اور کہا ہے کہ مشعر الحرام اُس جگہ کا نام ہے۔ جو مزدلفہ میں سب کے بیچ میں ہے
اور اس جگہ نماز مغرب و عشاء کو جمع کیا جاتا ہے۔ اِس مقام میں ہی جمع کرنے کی بابت
سوال کرنا چاہیئے تھا۔ سائل نے غلطی کی کہ مزدلفہ میں نمازیں جمع کرنے کی بابت سوال کیا۔

جیسے کسی دلیر بہادر نے کہا تھا کہ قرآن میں خَرَّ مُوْسٰے صَعِقًا غلط درج ہوا ہے۔ خَرَّ عِیْسٰے چاہیئے۔ اور طرفہ یہ کہ ان دو نمازوں مغرب و عشا کو مزدلفہ میں جمع کرنے متعلق مجیب نے بحکم آنکہ دروغ گورا حافظہ نباشد جمع صوری کو فراموش کر کے جمع حقیقی واقعہ ہونے کا بھی اقبال کر لیا ہے۔ اور صاف ان الفاظ سے اقرار کیا ہے کہ رسول اللہ کو تعلیم ربانی فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ سے بلاریب خاص یہی ہوئی کہ عرفات سے چلکر مزدلفہ میں جاکر نماز پڑھنا جس وقت وہاں جانا ہو سکے خواہ قبل عشا یا بعد دخول وقت عشا وہاں اگر کسی اتفاق سے حجاج لوگ ریل گاڑی میں سوار ہو کر بزودی مزدلفہ میں پہنچ جائیں اور وقت مغرب موجود ہو تو پھر سستی کر کے جان بوجھ کر اس وقت نماز نہ پڑھیں اور بعدہٗ مغرب کو قضا کر کے عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھیں تو بلاریب اس حالت میں یہ جمع نامشروع اور نامعروف ہوگی۔ اس قول میں مجیب نے صاف اقرار کیا ہے کہ مزدلفہ میں یا بقول مجیب مشعر الحرام میں نماز مغرب و عشا حقیقۃً جمع کرنا جائز ہے۔ اگر حجاج بعد گذر جانے وقت مغرب کے وہاں پہنچیں [illegible] بیان سابق کا کہ دو نمازوں کو حقیقۃً جمع کرنا آیت اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا کے مخالف ہے۔ اس لئے جمع حقیقی ناجائز اور جمع صوری متعین ہے کذب ظاہر ہوا۔ اور صاف ثابت ہوا کہ مجیب کا جمع حقیقی کو مخالف آیت مذکورہ قرار دینا۔ اور بجائے اسکے جمع صوری تراشں کرنا ایک سفید جھوٹ ہے۔ اب رہا یہ کہ جس جمع حقیقی کو اس نے اس قول میں بیان کیا ہے۔ وہ آیت فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ سے ثابت ہے جیسا کہ مجیب نے دعوے کیا ہے یا وہ جمع آنحضرت کے عمل سے (جو حدیث فعلی کہلاتی ہے۔ اور اس میں وحی خفی یا غیر متلو کی مدد سے قرآن کریم کے حکم کی مزید تشریح و تفصیل ہوتی ہے) جس کے تمام قائل ہیں۔ سو اس کا فیصلہ نہیں امور کی تنقیح اور تحقیق سے ہو سکتا ہے۔

۶

-103

امر اول - یہ کہ مشعر الحرام کس مقام کا نام ہے، کیا وہ مزدلفہ کے بیچ میں اسجگہ کا نام ہے جہاں آنحضرت نے نماز مغرب وعشاء جمع کی اور پھر صبح تک لیٹ رہے جس سے خیال مجیب کی تائید ہوتی ہے - یا وہ مزدلفہ کے اخیر میں اس پہاڑ کا نام ہے، جہاں آنحضرت بعد نماز فجر سواری پر کھڑے کھڑے ٹھہرے تھے - جس کے تمام اہل اسلام قائل ہیں -

(۲) اس مقام میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں کس وقت پہنچے تھے - اور آنحضرت کے وقت سے لیکر اس وقت تک مسلمان حجاج کس وقت پہنچتے ہیں کیا عشاء کے وقت میں جیسا کہ مجیب کا دعوے ہے یا صبح کی نماز کے قریب جیسا کہ تمام مسلمانوں کا اعتقاد وعمل وقرارداد ہے -

(۳) ذکر سے جس کا آیت فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ہے - نماز مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھنا مراد ہے - (جیسا کہ مجیب نے دعوے کیا ہے - یا اس سے تکبیر وتسبیح وتہلیل مراد ہے - جس کے تمام مسلماں قائل ہیں - مجیب ان امور کی نسبت اپنے دعوے کو سچا جانتا ہے تو اپنے ہر ایک دعوے کے ثبوت میں اپنے اس اعتقاد واصول کے مطابق کہ قرآن بذات خود مفصل ومشرح ہے آیات قرآنی پیش کرے اور بتا دے کہ کس آیت قرآن میں وارد ہے کہ مشعر الحرام مزدلفہ میں اسجگہ کا نام ہے جہاں آنحضرت نے نماز جمع کی تھی ۲ اور آنحضرت اپنے حج میں نماز عشاء کے وقت وہاں پہنچے تھے - ۳ اور آپ نے نماز مغرب وعشاء کو اس مشعر الحرام میں جمع کر کے ادا کیا تھا - قرآن سے ان امور کا ثبوت بہم نہ پہنچا سکے تو بدرجۂ دوم حدیث وآثار سے ان امور کا ثبوت پیش کرے - یہ بھی نہ کر سکے تو کتب تواریخ سے ان امور کا ثبوت پیش کرے - مگر اس صورت میں اس کو ماننا پڑے گا کہ قرآن کریم بذات خود مفصل ومشرح نہیں ہے - حدیث یا تاریخ اس کی تفصیل ومزید تشریح کرتی ہے جس سے اس کا اصل مذہب باطل ہوتا ہے - اس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو اہل اسلام سے جو حدیث کو تفسیر قرآن جانتے ہیں - اور احکام قرآن کی تفصیل ومزید تشریح سمجھتے ہیں - اور لغت وکلام عرب عرباء اور محدثین وفقہاء کو خادم قرآن تسلیم کرتے

ہیں۔ امور مذکورہ کا ثبوت ان کے اصول و قرارداد کے مطابق سُنے اور قبول کرے

ثبوت امر اوّل:۔ لمعات شرح مشکوۃ میں ہے مشعر الحرام مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے جس کو جبل قزح بھی کہتے ہیں۔

المشعر الحرام ھو اسم جبل بمزدلفة یسمٰی قزح (لمعات شرح مشکوٰۃ)

امام نووی کی شرح صحیح مسلم میں ہے کہ اس حدیث میں مشعر الحرام سے جبل قزح مراد ہے اور وہ مشہور و معروف پہاڑ ہے۔ مزدلفہ میں اس حدیث میں فقہار کے اس قول کی سند ہے کہ مشعر الحرام جبل قزح کا نام ہے۔

والمراد ھٰہنا قزح بضم القاف وفتح الزاء وبحاء مھملة ھو جبل معروف فی المزدلفة وھذا الحدیث حجة للفقہاء فی ان المشعر الحرام ھو قزح (نووی شرح مسلم صـ ۳۹۹)

اور جلالین میں ہے کہ مشعر الحرام ایک پہاڑ کا نام ہے جو مزدلفہ کے اخیر میں ہے جسکو قزح کہتے ہیں

ھو جبل فی اٰخر المزدلفة یقال له قزح (جلالین مطبع نظامی صـ ۲۸)

ثبوت امر دوم۔ صحیح مسلم میں انحضرت کے حج کے بیان میں کہا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مزدلفہ میں پہنچے تو وہاں نماز مغرب و عشار کو ایک اذان اور دو تکبیر سے ادا کیا۔ اور درمیان میں سنت نفل نہ پڑھے۔ پھر آپ لیٹ رہے یہانتک کہ فجر کا طلوع ہوا۔ پھر آپ قصوا اونٹنی پر سوار ہوئے یہانتک کہ مشعر الحرام میں پہنچے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر دعار اور تکبیر (اللہ اکبر) اور تہلیل (لا الٰہ الا اللہ)

حتی اتی المزدلفة فصلی بھا المغرب والعشاء باذان واحد واقامتین ولم یسبح بینھما شیئا ثم اضطجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتے طلع الفجر فصلی الفجر حین تبین له الصبح باذان واقامة ثم رکب القصواء حتی اتی المشعر الحرام فاستقبل القبلة فدعاہ وکبرہ وھلله فلم

کہتے رہے - اور اسی حالت میں کھڑی رہے یہانتک کہ صبح کی خوب روشنی ہوگئی - اور	یزل واقفا حتے اسفر فدفع قبل ان تطلع الشمس (صحیح مسلم صفحہ ۳۹۸)

طلوع آفتاب سے پہلے وہاں سے منا کی طرف چلے -

ثبوت امر سوم - امر اول و دوم ثابت ہوئے تو اس سے امر سوم خود بخود ثابت ہوگیا - کیونکہ جب یہ ثابت ہوا کہ مشعر الحرام فی الحقیقت مزدلفہ میں کسی جگہ کا نام نہیں ہے - بلکہ مزدلفہ کے اخیر میں ایک پہاڑ کا نام ہے - اور وہاں آنحضرت نماز عشاء کے وقت نہیں پہنچے بلکہ بوقت صبح پہنچے ہیں تو اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ آیت فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ میں نماز مغرب و عشاء کو جمع کرنا مراد نہیں ہوسکتا - ومعہذا احادیث منقولہ بالا میں صاف صاف تصریح آچکی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بوقت صبح بعد ادائے نماز فجر مشعر الحرام میں پہنچے اور وہاں آپ نے روشنی صبح تک بحالت سواری توقف کیا - اور وہاں بجز دعا اور اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہنے کے اور کام نہیں کیا - نماز مغرب وعشاء کو وہاں جمع کرنا کہاں اور کیونکر ممکن ہوسکتا

سوال نمبر ۲ مسئلہ ہشتم متعلق جزء (ب) کے جواب میں بھی جو کچھ مجیب نے کہا ہے اس میں بھی سفید جھوٹ سے کام لیا ہے - اور اپنے جاہل مقلدوں کی آنکھوں میں روز روشن میں خاک ڈال کر ان کو اندھا کر کے دھوکھا اور گمراہی کے گڑھے ڈال دیا ہے - دعوے تو یہ کیا ہے کہ گدہے کی حرمت خاص الفاظ قرآن سے ثابت ہے - اور اس کے ثبوت میں کوئی لفظ قرآن جس میں صاف طور پر گدہے کی حرمت پائی جاتی ہو یا اس سے مستنبط ہوسکتی ہو پیش نہیں کیا - بلکہ صرف ایک وہ آیت پیش کی ہے جس میں کافروں کو گدہے سے تشبیہ دی ہے - دوسری وہ آیت جس میں خنزیر کو رجس یعنے ناپاک کہا ہے - پھر ان آیات میں اپنا اجتہاد کیا - اور خنزیر پر گدہے کو قیاس کر کے کہا کہ جس طرح خنزیر رجس اور قوۃ ملکیتہ کا قاتل ہے اسی طرح گدھا بھی ہے - لہٰذا وہ بھی حرام ہے - گو لفظ حرمت اس کے

حق میں وارد نہیں ہے۔

اس بیان کو پیروان مجیب نے آنکھیں بند کرکے مان لیا اور اتنا نہ سوچا کہ مجیب نے قرآن سے تو کوئی لفظ پیش نہیں کیا۔ جس سے حرمت گدہے کی ثابت ہو۔ اور اگر کافروں کو گدہے سے تشبیہ دینے سے یہ حُرمت ثابت ہوئی ہے تو پھر چاہئے کہ تمام چوپائے جانور اونٹ گائے۔ بکری۔ بھیڑ کی حُرمت بھی ثابت ہو۔ کیونکہ قرآن مجید میں کافروں کو اُن جانوروں سے بھی تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ وہ کفار چوپایوں کی مانند ہیں۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ۔

اولئك كالانعام بل هم اضل

اور چوپایہ جانوروں کی تفصیل۔ آٹھ جوڑوں سے کی ہے۔ پھر اُن آٹھ جوڑوں کی تفصیل اونٹ۔ گائے۔ بکری بھیڑ سے فرمائی۔ حالانکہ مجیب ان چوپایوں کو حرام نہیں کہتا۔ اور نہ کوئی مسلمان انکی حرمت کا قائل ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کسی جانور سے کافروں کو تشبیہ دینے سے اس جانور کی حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

انزل عليكم من الانعام ثمانية ازواج من الضان اثنين ومن المعز اثنين ۔ الخ

اور یہ بھی ان لوگوں نے نہ سوچا کہ دوسری آیت میں خدا تعالے نے خنزیر کو رجس کہا ہے۔ نہ گدہے کو۔ اور اگر مجیب نے از خود گدہے کو خنزیر کی مانند قرار دیا ہے۔ تو یہ اُسکا قیاس و اجتہاد ہے نہ حکم لفظ قرآن۔ پھر اسکا حُرمت گدہے کو لفظ قرآن سے ثابت بتانا دھوکہ دہی اور دروغ گوئی نہیں تو اور کیا ہے۔ اور یہ بھی اُن لوگوں نے نہ سوچا کہ مجیب کا یہ قیاس بھی قیاس مع الفارق ہے۔ اور گدہا خنزیر کی مانند رجس نہیں ہے۔ خنزیر سے تو کسی قسم کا نفع اُٹھانا جائز نہیں ہے۔ نہ اس کو کھانا نہ سواری وغیرہ کے کام میں لگانا اور اگر گدہا بھی خنزیر کی مانند رجس ہوتا تو وہ بھی سواری کے کام میں لایا نہ جاتا۔ حالانکہ خدا تعالے نے اس کی سواری کو مباح فرمایا ہے۔ اور قرآن میں اُسپر سواری کرنے کا

احسان جتاتا ہے۔ جیسا کہ گھوڑے کی سواری کا احسان جتایا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ہم نے

والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ (النحل ع)

تمہارے لئے گھوڑے۔ خچریں۔ اور گدھے بنائے۔ تاکہ تم اُن پر سوار ہو۔ اور وہ تمہارے لئے زینت ہوں۔

ہماری اس تفصیل و بیان سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ کہ مجیب نے گدھے کی حرمت قرآن سے ثابت کرنے کے لئے جو کچھ کہا ہے اس میں کذب اور دھوکہ سے کام لیا ہے۔ اور گدھے کی حرمت قرآن کے کسی لفظ سے ثابت نہیں کی۔ اور مجیب کے پیروان نے اس کے بیان کو آنکھ بند کر کے مان لیا۔ اپنے فہم و انصاف سے کچھ کام نہ لیا۔

یہاں غالباً یہ سوال ہوگا کہ گدھے کی حرمت قرآن سے ثابت نہیں تو پھر کس دلیل سے ثابت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ حرمت حدیث نبوی سے ثابت ہے۔ جس کو وحی خفی و غیر متلو کہا جاتا ہے۔ جو شخص اس حدیث کو نہیں مانتا ہے اور کسی شئے کی حرمت ثابت ہونے کے لئے صرف قرآن کو ہی مخصوص کرتا ہے تو اُسکو لازم ہے کہ کوئی آیت اسکی حرمت کے ثبوت میں پیش کرے۔ اور اگر کوئی آیت نہ ملے تو گدھے کو نوش جان کرلے۔ جیسا کہ اُس کی سواری کو جائز رکھتا ہے۔ وہ حدیث نبوی یہ ہے:۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ

عن المقدام بن معدیکرب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القران ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القران

وقت قریب آنا چاہتا ہے جس میں ایک پیٹو اپنے کھٹیا پر بیٹھ کر یہ کہے گا۔ کہ لوگو صرف قرآن کو دستور العمل بناؤ۔ جس چیز کو قرآن میں حلال پاؤ اُسی کو حلال سمجھو اور جس چیز کو قرآن میں حرام پاؤ اُسی کو حرام

فما وجد تم فيه من حلال فاحلوه وما وجد تم فيه من حرام فحرموه وان ما حرّم رسول الله صلى الله عليه وسلم كما حرّم الله الا لا يحل لكم الحمار الاهلى ولا كلّ ذى ناب من السّباع ولا لقطة معاهدٍ الا ان يستغنى عنها صاحبها - (مشکوٰۃ صلے)

سمجھو یعنی بجز قرآن حدیث کی حلت و حرمت کا ثبوت ہو تو قبول نہ کریو۔ مگر تم سُن رکھو کہ میں خدا کی طرف سے قرآن دیا گیا ہوں اور اسکے ساتھ اس کی مانند ایک اور چیز (یعنے حدیث سے) پھر آپ نے اس کی تفصیل اور تمثیل میں حدیث کا ایک حکم سُنایا اور فرمایا کہ تم کو آبادی کے گدہے حلال نہیں۔ اور ذمی کافر کی گری پڑی چیز کو اُٹھا کر کام میں لانا حلال نہیں۔ اور اس تمثیل سے یہ افادہ فرمایا کہ ان دو چیزوں کا حکم قرآن میں نہیں ہے۔ بلکہ اس کا حکم صرف حدیث میں آیا ہے۔

اس حدیث کو ناظرین خصوصاً پیروان مجیب غور و انصاف سے ملاحظہ کریں کہ اس میں حُرمت گدہے کی نسبت آں حضرت سے کیسے تصریح پائی جاتی ہے۔ کہ یہ حکم قرآن میں نہیں ہے۔ صرف آپ کی حدیث میں ہے جو وحی خفی یا غیر متلو کہلاتی ہے۔ اب مجیب کا اس حدیث کو نہ ماننا اور بجائے اس کے کافروں کو گدہے سے تشبیہ دینے کو دلیل حرمت ٹھرانا یا از خود گدہے کو خنزیر کی مثل نجس ٹھر اکر خنزیر پر اس کا قیاس کرنا پرلے سرے کی جُراءت اور ضلالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اس بحث و تفصیل سے ثابت ہوگیا ہے کہ ان چھے مسائل کے جواب میں جو کچھ مجیب نے کہا ہے اُن میں مغالطہ اور دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔ ان مسائل کے متعلق قرآن کریم نے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی غیر متلو و وحی خفی سے فیض پا کر صرف اپنی حدیث میں جو مثل قرآن ہے۔ ان مسائل کی نسبت احکام صادر فرمائے ہیں۔ حدیث نبوی نہ ہوتی تو کوئی شخص قرآن مجید سے ان مسائل کو نہ نکال سکتا۔

-۱۰۶

ایسے ہی صدہا مسائل ہیں جو قرآن میں موجود نہیں ۔ صرف حدیث نبوی میں ان مسائل کا حکم پایا جاتا ہے ۔ اور مسلمانوں میں قرون اولیٰ سے لے کر آجتک بلا اختلاف وہ حکم مسلّم چلا آتا ہے ۔ مجیب نے اس دعوے میں کہ دین کا ہر ایک مسئلہ قرآن مجید سے ثابت ہے ۔ اور حدیث نبوی احکام قرآن پر کچھ زیادتی نہیں کرتی ۔ تمام مسلمانوںکا خلاف کیا ۔ اور حدیث منقولہ بالا ۔ اور آیت منقولہ ذیل کے وعید کا مصداق بنکر دکھایا وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا نسئل الله للمومنین توفیق الاتباع والاتفاق والاعاذۃ من الشقاق والنفاق ۔

تکملہ جواب الجواب

[illegible] چکڑالوی

کے حق میں فتوے علمائے پنجاب و ہندوستان منقول ہے

امر اوّل ۔ سوالات خاکسار کے جواب میں جو کچھ چکڑالوی نے کہا ہے اذانجملہ جواب الجواب میں صرف قدر متعلق اصل مبحث سے تعرض کیا گیا ہے ۔ اور بہت سی اس جواب میں چکڑالوی نے ایسے بھی کہے ہیں جن کو اصل مبحث سے کوئی تعلق نہیں (جیسے مسئلہ فرضیت وصیت یا تعریف متواتر کہ وہ ہر طبقہ میں جمع کثرت ہے ۔ یعنی دس یا دس سے اوپر راویوں کا ہونا ۔ وعلےٰ ہذا القیاس) ان باتوں سے جواب الجواب میں تعرض نہیں کیا گیا ۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ان باتوں کو ہم نے صحیح مان لیا ہے ۔ حاشا وکلّا یہ عدم تعرض صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ اُن کو اصل مبحث سے

سے تعلق نہ تھا۔

(۲) اس جواب میں چکڑالوی نے درپردہ مان لیا ہے کہ حدیث نبوی قرآنمجید کی ایسی تفصیل و تشریح کرتی ہے۔ جو قرآن میں پائی نہیں جاتی۔ اور تشریح مطالب قرآن کے لئے حدیث شریف کی تمام لوگوں کو حتےٰ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت حاجت تھی۔ ایسی حدیث اور قرآن میں ذرہ فرق نہیں۔ اِس حدیث کا منکر بھی ویسا ہی کافر ہے۔ جیسا کہ منکر قرآن کافر ہے۔" یہ بات ہم نے چکڑالوی کے جوابات سے نکالکر دکھا دی ہے کہ اِس میں کسی منصف عاقل کو جائے کلام نہیں۔ گو چکڑالوی نے اِس بات کا صاف صاف اقرار نہیں کیا۔ اور اِس بات کے ساتھ وہ حدیث کی قرآن پر زیادتی کرنے سے انکار بھی کرتا چلا جاتا ہے۔ مگر منصف مزاج و فہمیدہ لوگ ہمارے جواب الجواب کو پڑھ کر یقین کرینگے کہ اس کا یہ انکار محض ہٹ دہرمی ہے۔ اور جو غلط بات اُسکی قلم و زبان سے اشتہار تائید القرآن میں نکل گئی ہے۔ اس کی وہ پیچ کرتا ہے اور اس نے برملا صاف صاف اقرار نہیں کیا وہ اپنی [illegible] و خواری کا خوف رکھتا ہے اور در حقیقت اور دل سے وہ حدیث کے بغیر قرآن مجید کو عمل استدلال کے لئے کافی نہیں سمجھتا۔

(۳) تحریر جواب سوالات خاکسار تک تو کلام چکڑالوی کا یہی مفاد اور اُس کا یہی اعتقاد معلوم ہوتا تھا۔ مگر اِس جواب کی اشاعت کے بعد اُسنے دریدہ دہنی اختیار کر لی ہے۔ اور خوف خدا و شرم وحیا و ننگ دنیا کو بالائے طاق رکھ کر صاف لفظوں میں بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مطلق حدیث کی تکذیب و توہین شروع کر دی ہے۔ اور مجالس وعظ و درس میں برملا یہ بیہودہ گوئی اختیار کی ہے۔ کہ کوئی حدیث لائق اعتبار نہیں ہے۔ اور اہل حدیث کہلانا کفر ہے۔ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ کُتب صحاح

ط یہ چکڑالوی کا قول ہے اسکا مطلب اس سے پوچھو۔ اور جواب الجواب کا صے ملاحظہ کرو۔

- ۲۵۷

سب کے سب موضوع و مفترا اور جلا دینے کے لائق ہیں۔ ہم (چکڑالوی) جو حدیث بخاری لوگوں پر پڑھکر سنا دیتے ہیں۔ تو کتوں کے آگے ہڈی ڈالتے ہیں۔

ہرچند یہ باتیں اُسکی مجالس میں بیسیوں اشخاص نے اُسکے مُنہ سے سُنی ہیں۔ اور لاہور کی ہر گلی و کوچہ اور مجلس و مسجد میں ان باتوں کا عام ذکر و چرچا ہے۔ تاہم بنظر مزید احتیاط میں نے چکڑالوی کے دو وزیروں (دستور یمین چٹو علاقہ بند (بٹوا)) اور دستور یسار محکم دین کفش دوز) کو جو کسی زمانہ میں میرے درس و وعظ کے سامعین کے تھے۔ اور اتبک میری شاگردی کا دم بھرنے ہیں بُلایا۔ اور چند مسلمانوں کے سامنے اُن سے ان باتوں کو دریافت کیا تو انہوں نے بڑی دلیری و بے باکی سے ان باتوں کی چکڑالوی کے مُنہ سے نکلنے اور ان لوگوں کے دلوں و دماغوں میں مستحکم جگہ پکڑنے کا اقبال کیا۔ اور ایک مدت تک اپنے اہلحدیث کہلانے پر افسوس ظاہر کرکے آئندہ اہل حدیث ہونے و کہلانے سے انکار کیا۔ اور اُس انکار کی وجہ اور دلیل اُنہوں نے چکڑالوی کی طرف سے وہ نقل بیان کی جو سوال دوم خاکسار کے جواب میں چکڑالوی نے کہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مدینہ میں منافق تھے جن کے حق میں آیت وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ اور آیت اِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ وارد ہیں۔ اور کہا کہ ان مُنافق آدمیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ پہچانتے تو راویان حدیث کو اور لوگ کیونکر پہچان سکتے ہیں۔ لہذا صحت حدیث کی پڑتال راویان حدیث سے ناممکن ہے۔ اور یہ قول بھی اس کا نقل کیا۔ کہ حدیث کا جمع ہونا اور لکھا جانا تین سو برس کے بعد ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں حدیث کو جمع نہیں کیا گیا۔ اور جس حالت میں ہمارے وعظ جمعہ گذشتہ کو ہمارے سامعین و شاگرد پورا بیان نہیں کرسکتے تو راویان حدیث کی سُنی سُنائی باتیں تین سو برس کے بعد کیونکر پوری اور صحیح بیان ہوسکتی ہیں۔ لہذا روایات حدیث ہرگز کوئی بھی لائق اعتبار نہیں۔

۲۰۱

وآزانجا تحریر جواب سوالات خاکسار کے وقت تک چکڑالوی مطلق حدیث کا منکر نہ تھا۔ صحیح بخاری کی حدیث سے وہ جواب سوال مسئلہ چہارم متعلق سوال ۵ میں استدلال کر چکا تھا۔ اور حدیث کو ترجمہ قرآن مانکر عین قرآن کہہ چکا تھا۔ لہٰذا اس دلیل انکار کا جواب الجواب میں اُس کو یہ جواب دیا گیا تھا کہ ان آیات قرآن کو جو منافقوں کے حق ہیں۔ راویان حدیث کے حق میں پڑھتے ہو تو کیا راویان حدیث تمہارے نزدیک کافر ہیں؟ اگر کافر ہیں تو بخاری کی حدیث سے تم کیوں استدلال کرتے ہو۔ اور کیا دوسرے کافروں کی روایات کو بھی لائق قبول سمجھتے ہو۔

مگر چونکہ اس وقت چکڑالوی بخاری وغیرہ کتب کی جملہ احادیث سے انکار کر چکا ہے۔ لہٰذا اب اس کا نہ وہ جواب سابق جواب ہو سکتا ہے۔ اور نہ کسی اور جواب یا خطاب کے لائق و قابل رہا۔ بحکم

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی ۔ اینست جوابش کہ جوابش ندہی

لہٰذا آئندہ نہ ہم اسکو مخاطب بناتے ہیں نہ اس کی کسی بات کا جواب دیتے ہیں لیکن بجائے جواب و بحث و خطاب ہم اس کے قول و اعتقاد کو علماء اسلام کی خدمت میں پیش کر کے اُس کی نسبت اُن کے فتوے طلب کر کے جو فتوے شرعی وہ دیں وہ فتوائے اُسپر لگانا کافی جانتے ہیں۔

اِس باب میں بعض احباب نے اکابر علماء کی خدمت میں استفتا پیش کیا اور اُن حضرات نے ان عقائد و اقوال کی وجہ سے اُسپر کفر کا فتوے لگا دیا۔ وہ فتوے ذیل میں نقل کر کے دوسرے علماء پنجاب و ہندوستان سے درخواست والتجا کی جاتی ہے کہ وہ بھی حمیت اسلام کو کام میں لا کر اپنے اپنے فتووں اور رائے سے خاکسار کو جلد مطلع کریں تاکہ ان سب فتاوائے کو یکجا چھاپ کر کثرت کے ساتھ مشتہر کیا جاوے۔ اور چکڑالوی کو بھی مرزا غلام احمد پرافٹ قادیان کے ساتھ ملا دیا جاوے۔

اس شخص کا فتنہ فتنہ پرافت قادیاں سے بڑھ کر ہے۔ اُس سے تو زیادہ تر اور لوگ گمراہ ہوئے تھے اِس نے خاص فرقہ اہل حدیث کے نادانوں اور جاہلوں کو گمراہ کر دیا ہے اُس نے تو آفاق میں آگ لگادی تھی۔ اِس نے خاص اہل حدیث کے گھر میں آگ لگادی لہذا علماء اہل حدیث کا خصوصیت کے ساتھ فرض ہے کہ اس موذی کی ایذا سے اپنے گھر کو بچاویں۔ اور گھر کی آگ کو جلد بجھاویں۔ باقیماندہ فرقہ ہا اہل سنت وجماعت حنفیہ شافعیہ وغیرہ کے ارکین پر بھی اس فتنہ کو دبانا اور اپنے علاتی سنی بھائیوں اہل حدیث کو مدد دینا واجب ہے۔ کتب احادیث صحاح ستہ وغیرہ جن کی یہ موذی اہانت کرتا ہے۔ ان حضرات کے بھی متمسک بہا ہیں۔ لہذا اس موذی کی سرکوبی میں اُن کے اپنے مذاہب کی بھی نصرت پائی جاتی ہے۔ فتوے مذکورہ بالا نقل کرنے سے پہلے ہم چکڑالوی کی دلیل انکار حدیث کا کساوۃ (کھوٹ) اور فساد ظاہر و بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اس میں نہ اسکی ہدایت ہم کو پیش نظر و متوقع ہے اور نہ اُس کے غالی مقلدوں کی بلکہ اس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ اگر اس دلیل کا اثر ہمارے اہل سنت وجماعت بھائیوں اہل حدیث و حنفیہ وغیرہ پر ہوگیا ہو۔ یا آئندہ ہونے کا اندیشہ ہو تو ہمارے بیان کو پڑھ کر وہ اثر جاتا رہے۔ اور حدیث نبوی پر اُنکا ایمان قائم رہے۔ اس بیان میں چکڑالوی اور اس کی امت اور غالی مقلد ہمارے مخاطب نہیں۔ اور نہ ہی اُن سے کوئی ہمارا خطاب اور کوئی جواب اب مناسب ہے۔ بجز اس جواب کے جو قرآن نے ہم کو سکھایا ہے۔ اور علماء اسلام نے اس کے مطابق اُن پر فتوے لگایا ہے۔ وہ جواب بعد نقل فتوے علماء پیش کیا جائیگا انشاءاللہ تعالے

بیان کساد و فساد دلیل چکڑالوی در باب انکار حدیث

چکڑالوی نے جو کہا ہے کہ ان حضرت کے وقت مدینہ میں منافق تھے جن کے حق میں

دو آیتیں قرآن میں وارد ہیں۔ ان کا حال آنحضرت نہ جانتے تو راویان حدیث کو اور لوگ کیونکر جان سکتے ہیں۔ یہ مغالطہ ہے۔ اور احمقوں کو دہوکھا دیتا ہے۔

مدینہ میں منافق صرف چند نفر تھے جن کا حال آنحضرت ایک مدّت تک نہ جانتے مگر آخر کار انکا حال کھل گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے ان حضرت کو بتا دیا۔ وہ چند نفر جملہ اصحاب کبار و تابعین ابرار اور رواۃ مومنین دیگر اعصار کو کیونکر مشتبہ و بے اعتبار کر سکتے ہیں۔

آنحضرت کے مخلصین و مومنین اصحاب آپ سے حدیث روایت کرنے والے ایک لاکھ سے اوپر تھے۔ جن کے راست باز اور عادل اور بہترین خلائق ہونے کی شہادت قرآن نے دی ہے۔ اور اُن کو ایمان اور خوشنودی کی سند (سارٹیفکیٹ) عطا فرمائی ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (آل عمران ع ۱۲)

ایک آیت میں ارشاد ہے۔ تم خدا کے علم میں بہترین امت تھے۔ جو لوگوں کو اچھی بات کا حکم کرتے ہو۔ اور بری بات سے روکتے ہو اور خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔

تفسیر معالم التنزیل۔ میں کہا ہے کہ یہ آیت اصحاب رضؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

قال جبیر عن الضحاك هم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاصة الرواة والدعاة الخ۔ (معالم ص ۱۸۰)

ابن صلاح نے مقدمہ میں کہا ہے کہ باتفاق مفسرین یہ آیت اصحاب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم (فتح ع ۳)

ایک آیت میں ارشاد ہے خدا تعالیٰ مومنوں سے راضی ہوا۔ جبکہ وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کرتے۔ خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کی حالت (ایمان) کو جان لیا ہے۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ انتم خیر اھل الارض کنا الفا واربع مائۃ وفی روایۃ کنا خمس عشرۃ مائۃ (صحیح بخاری)

صحیح بخاری میں جابر بن عبداللہ سے حدیث ہے کہ حدیبیہ کے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (جن کے حق میں یہ آیت وارد ہے) کہا کہ تم لوگ تمام زمین کے لوگوں سے بہتر ہو اس دن ہم چودہ سو یا پندرہ سو تھے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (براءت ع ۱۳)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔ اگاڑی بڑھنے والے۔ اور پہلے مہاجر و انصار سے۔ اور جو احسان کے ساتھ اُن کے تابع ہوئے۔ اُنہی خدا راضی ہوا۔ اور وہ خدا سے راضی ہوئے۔

معالم التنزیل میں شعبی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت اُن صحابہ کے حق میں نازل ہوئی

ھم الذین ھدوا بیعۃ الرضوان وکانت بیعۃ الرضوان بحدیبیۃ (معالم ص ۲۱۸)

جنہوں نے بیعۃ الرضوان کی جو حدیبیہ میں ہوئی تھی اور دیگر اکابر تابعین سے اور صحابہ اہل بدر وغیرہ کا مورد نزول ہونا نقل کیا ہے*

یہ آیات اصحاب نبوی کے ایمان و اسلام کی پوری تصدیق کرتے ہیں۔ پھر چکڑالوی نے جو ان آیات کے مقابلہ میں اُن آیات کو جو منافقوں کے حق میں وارد ہیں نقل کرکے تمام صحابہ کے ایمان کو مشتبہ اور اُن کی مرویات کو بے اعتبار ٹھہرایا ہے تو یہ اس کی دہوکھ دہی ہے۔ اور دروغ گوئی نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر چکڑالوی دل سے صحابہ کو ایسا ہی جانتا ہے اور حدیث کو اس وجہ سے بے اعتبار ٹھہراتا ہے کہ صحابہ اسکے راوی ہیں تو اسکو چاہیئے کہ قرآن کو بے اعتبار ٹھہراوے۔ اور اسلام کو بھی سلام اور خیر باد کہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے راوی بھی یہی اصحاب نبوی ہیں۔ اور قرآن مجید کو آنحضرت نے پچھلے لوگوں تک بلا واسطہ صحابہ خود نہیں پہنچایا۔ اور اس کو کسی مطبع میں چھپوا کر یا اُس کی ہزار ہا قلمی نقلیں لکھوا کر آفاق میں

شائع نہیں کیا۔ اس کی تفصیل جواب قول آئندہ چکڑالوی میں ہوگی۔

حدیث کے راویان صحابہ کی بے اعتباری کی نسبت چکڑالوی کی دلیل کا کھوٹ آیات قرآن سے ثابت کیا گیا تو اسپر باقی راویان حدیث تابعین وغیرہ کی بے اعتباری کی نسبت دلیل چکڑالوی کے فساد کو قیاس کرنا چاہیے۔

راویان احادیث صحیحہ میں کوئی بھی کافر و منافق راوی نہیں تھا۔

حدیث کے جمع کرنے والے اماموں نے ایک ایک راوی کے اسلام و عدالت وغیرہ حالات کی تحقیق پر چھوبین ڈال رکھی ہیں۔ جس کی تفصیل سے بہت تطویل ہوتی ہے۔ اسکی تفصیل اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۴ و ۲۷۰ وغیرہ ملاحظہ فرمادیں۔

اور جو چکڑالوی نے کہا ہے کہ آنحضرت کے وقت میں حدیث لکھی نہیں گئی۔ اور تین سو برس کے بعد یکجا جمع ہوئی ہے۔ اس لئے بے اعتبار ہے۔ یہ بھی اُس کی دروغگوئی اور [illegible] صلی اللہ [illegible] لکھی گئی۔ بلکہ اُس کے لکھنے کی اس وجہ سے ممانعت تھی کہ قرآن اور حدیث میں اختلاط نہ ہو۔ مگر جب قرآن مجید نے اصحاب نبوی کے دلوں اور دماغ میں جگہ پکڑ لی۔ اور حدیث و قرآن میں ان کو تمیز ہوگئی۔ تو آپ نے حدیث لکھنے کی اجازت دیدی اور لکھوائی۔

اس مقام میں سر دست دو مثالیں نقل کی جاتی ہیں۔ جو چکڑالوی کی تکذیب کے لئے کافی ہیں۔

پہلی مثال

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عام الفتح ان مکۃ لا یختلی شوکھا ولا یعضد شجرھا ولا تلتقط ساقطتھا الا لمنشد فمن قتل فھو بخیر النظرین	آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن حرم محترم کے بعض احکام جو قرآن مجید میں نہیں ہیں بیان فرمائے تو یمن کے ایک شخص ابوشاہ نامی نے سوال کیا کہ مجھے یہ احکام لکھوا دیے جائیں

اما ان یعقل و اما ان یقاد اھل القتیل فجاء رجل من اھل الیمن فقال اکتب لی یا رسول اللہ فقال اکتبوا لابی شاہ (صحیح بخاری صـــ ۲۲و۱۶ ۱:)

عن الشعبی قال سمعت ابا جحیفۃ قال سئلت علیا ھل عندکم شیٔ مما لیس فی القراٰن و قال مرۃ ما لیس عند الناس فقال والذی فلق الحب و برء النسمۃ ما عندنا الا ما فی القراٰن الا فھما یعطی رجل فی کتابہ و ما فی الصحیفۃ قلت و ما فی الصحیفۃ قال العقل و فکاک الاسیر و ان لا یقتل مسلم بکافر (بخاری صفحہ ۱۰۲)

آپ نے حکم دیا کہ ابو شاہ کو یہ احکام لکھ دو۔

دوسری مثال حضرت علی مرتضےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس چند احکام نبوی ایک پرچہ پر لکھے ہوئے تھے جس کو آپ تلوار کے میان میں رکھتے۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے احکام بھی فرمائے ہیں جو قرآن میں نہ ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ بجز اُن احکام کے جو اس پرچہ میں ہیں اور احکام میرے پاس نہیں ہیں۔

حدیث نبوی کا ایک جگہ جمع ہونا بھی دوسری صدی کے ابتدا میں شروع ہو گیا تھا۔ حضرت امام مالک نے کتاب مؤطا دوسری صدی کے دس ہی برس گذرنے کے بعد لکھی۔ اس کتاب میں بہت حدیثیں ایسی ہیں جو صرف دو راویوں کے واسطہ سے آنحضرت تک پہنچتی ہیں۔ امام مالک نے نافع سے حدیث سُنی اُنہوں نے حضرت ابن عمر سے اُنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے۔

حضرت شاہ عبد العزیز نے بُستان المحدثین میں فرمایا ہے کہ امام مالک کی پیدائش ۹۳ھ ہجری میں ہوئی۔ اور آپ کا درس حدیث سترھویں سال عمر شریف کے یعنے ۱۱۰ھ دوسری صدی میں شروع ہو گیا۔ اور آپ سے نقل کیا ہے۔ کہ ایسا وقوع میں نہیں آیا۔ کہ جو چیز میں میرے حافظہ میں آئی ہوں پھر میں اُن کو بھول گیا ہوں۔

۱۱۰

اور آپ سے نقل کیا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک ہزار حدیث لکھی ہے۔ اور نقل کیا کہ کتاب مؤطا کو جس کا آپ درس فرماتے ایک ہزار اشخاص نے آپ کی مجلس میں سُنا ہے۔ (بُستان المحدثین صفحہ ۳ و ۴ و ۵۔)

حضرت امام ابوحنیفہ جو امام مالک سے دس برس پہلے ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور حضرت امام شافعی نے جو دوسری صدی میں ہوئے۔ اور حضرت امام احمد نے جو امام شافعی کے ہمعصر تھے۔ گو اپنی اپنی تصانیف کو جو اُن کے نام سے مشہور ہیں خود اپنے ہاتھ سے صاف کر کے نہیں لکھا۔ مگر ان کتابوں کی احادیث کو لکھا اور شاگردوں کے سامنے باسند بیان کیا۔ اور اُن کے شاگردوں نے اُن کو جمع و مرتب کیا۔ صفحہ ۲۸ و ۲۹ بُستان المحدثین ملاحظہ کرو۔

حضرت امام بخاری نے جو ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے تھے ۲۱۱ھ میں صحیح بخاری کی تالیف کو شروع کیا۔ چھ لاکھ حدیث سے انتخاب کر کے سولہ ۱۶ برس میں پورا کیا۔ اس کتاب کو نوّے ہزار اشخاص نے اُن سے سنا اور روایت کیا۔ بُستان المحدثین صفحہ ۱۰۲ دیکھو۔ اور یقین کرو کہ چکڑالوی جاہل و بے خبر ہے۔ جو حدیث کا جمع ہونا تین سو برس کے بعد بتاتا ہے۔

اور اگر حدیث کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جمع نہ ہونا دوسری یا تیسری صدی میں جمع ہونا اُس کے نزدیک حدیث کی بے اعتباری کا موجب ہے تو اُس کو چاہیئے کہ قرآن کا بھی اعتبار نہ کرے۔ کیونکہ قرآن مجید بھی آنحضرت کے بعد خلافت خلیفہ اوّل پھر خلافت خلیفہ چہارم میں جمع ہوا ہے۔ آنحضرت کے وقت اِس ہیئت و ترتیب سے جو اس میں پائی جاتی ہے ایک جگہ جمع نہیں ہوا۔ اس کی تفصیل اور روایات حدیثیہ اور آثار سلفیہ سے اس کی دلیل مطلوب ہو تو رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۲ سے صفحہ ۱۳۱ تک ملاحظہ کرو۔

اور جو چکڑالوی نے کہا ہے کہ میرے شاگردوں کو میرا وعظ جمعہ گذشتہ یاد نہیں رہتا تو صدہا برس کے بعد کی حدیثیں کیونکر یاد رہ سکتی ہیں۔ یہ بھی دروغ آمیز مغالطہ ہے حدیث لکھنے اور جمع کرنے کے وقت ایسا نہیں ہوا کہ صدہا برس کی اڑتی پڑتی روایتیں لکھ لی ہوں۔ بلکہ جو بات ایک راوی نے اپنے شیخ سے بگوش خود سنی وہ اپنی زندگی میں دوسرے کو پہنچادے یا لکھ لے۔ چکڑالوی اپنے شاگردوں کی کمی حافظہ کو پیش کرتا ہے وہ اور اُس کے شاگرد دروغگو ہیں۔ اور مثل مشہور ہے ؎ دروغگورا حافظہ نباشد ✣ لہذا اس کو راویان حدیث کا اپنے اور اپنے شاگردوں پر قیاس کرنا مناسب نہیں ؎

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر ✣ گرچہ آید در نوشتن شیر شیر

امام مالک کا حال تم نے پڑھ لیا۔ امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں یاد ہونے کا حال سُن لیا۔ اور اس زمانہ میں اس سے پیشتر ایسے لوگ گذرے اور موجود ہیں۔ جو ایک دفعہ کی سنی بات نہیں بھولتے۔ دن کو ایک سپارہ قرآن یاد کر کے رات کو محراب میں سُنا چکے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز نے نابینا ہونے کے بعد تفسیر عزیزی لکھوائی جس میں دریا کو کوزہ میں بند کیا۔ یہ سب کچھ آپ زبانی لکھواتے۔ آپ کی صحبتوں میں مولوی بیر نام ایک شخص تھے وہ اُن کا جو درس سنتے اُس کو دوسری مجلس میں حرف بحرف سُنا دیتے باوجودیکہ وہ لکھے پڑھے نہ تھے۔ یہ بات میں نے حضرت شیخنا و شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب سے سنی ہے۔ اور دہلی کے بہت اشخاص میں یہ باتیں مشہور ہیں۔ اِس کے نظائر اور بھی بہت ہیں۔ مگر اسجگہ سب کے بیان کی گنجائش نہیں۔ اس بیان سے چکڑالوی کی دلیل انکار کا فساد و کساد ظاہر ہوا۔ اب استفتا نقل کیا جاتا ہے۔ ✣

استفتاء

علمائے دین و اساطین شرع متین سے سوال ہے کہ وہ ایسے شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو برملا اپنی مجالس میں اور تصانیف میں کہتا ہے کہ رسول اللہ کا منصب صرف تبلیغ قرآن (یعنے قرآن پہنچا دینے) اور پڑھ کر سُنا دینے کا تھا۔ تبلیغ کے علاوہ کسی آیت یا حکم قرآن کی تشریح و تفسیر کرنا یا احکام قرآن پر ذرہ بھر زیادتی کرنا آپ کا منصب نہ تھا۔ جیسے ایک مذکوری تحصیل یا چٹھی رسان ڈاک خانہ کا منصب ہوتا ہے کہ وہ صرف پروانہ تحصیلدار یا چٹھی ڈاک خانہ مرسل الیہ کو پہنچا دیتا ہے۔ اور مُنہ سے کچھ نہیں بولتا۔ اور اس پروانہ یا چٹھی کی کوئی شرح و تفسیر نہیں کرتا۔ اور نہ علاوہ براں اپنے پاس سے کوئی حکم دیتا ہے۔

و بناءً علیہ وہ شخص صاف کہتا ہے کہ قرآن کے علاوہ جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل و روایت کیا گیا ہے (احکام قرآن کی شرح و تفسیر کے متعلق ہے۔ خواہ احکام قرآن پر اس میں زیادتی پائی جاتی ہے۔) وہ سب کا سب موضوع اور رسول اللہ پر افترا ہے۔ گو وہ تواتر کو پہنچا ہو۔ اور کتب صحاح ستہ وغیرہ جن میں ایسی احادیث اور روایات پائی جاتی ہیں سب کی سب جلا دینے کے لائق ہیں۔

اور صاف کہتا ہے کہ ان کتابوں کے جمع کرنے والے اور ان کو پڑھنے پڑھانے والے اور اُن احادیث کے مطابق کسی معاملہ و مقدمہ میں فتوے و حکم دینے والے (سلف کہلاتے ہیں یا خلف صحابہ ہیں خواہ تابعین فقہا رمجتہدین ہیں خواہ محدثین و مفسرین) وہ سب کے سب بحکم آیت وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ کافر ہیں۔ کیونکہ وہ ان احادیث کی نقل و استدلال اور اُن کے مطابق حکم دینے کے وقت ایسی چیز پر حکم دیتے ہیں جو خدا تعالےٰ نے نہیں اُتاری ہے۔ اور جو مسائل ان؟

کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ مانتے اور بیان کرتے چلے آئے ہیں وہ سب کے سب کفریات ہیں۔ جیسے (۱) موزہ پر مسح کرنا اور اس کو جائز سمجھنا۔ (۲) سفر میں نماز کو قصر کرنا یعنے دوگانہ پڑھنا۔ (۳) حج میں عرفات کے دن نماز ظہر وعصر کو۔ اور مزدلفہ میں نماز مغرب وعشار کو حقیقۃً جمع کرنا۔ (۴) مُردوں کیطرف سے مالی صدقہ خیرات کرنا۔ (۵) قیامت کے دن شفاعت انبیاء کو برحق سمجھنا۔ (۶) کرامات اولیار کو حق جاننا۔ (۷) قبر میں سوال منکر ونکیر وعذاب قبر کو برحق جاننا۔ (۸) مردوں کے لئے سونا ریشم پہننے کو حرام کہنا یہ سب کفریات ہیں۔ اُس شخص سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم خود کیوں بخاری پڑھتے پڑھاتے ہو۔ اور اپنی تصانیف میں اس کی احادیث سے استدلال کرتے ہو تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں کُتوں کے آگے ہڈیاں ڈالتا ہوں یعنے جو لوگ احادیث صحیح بخاری وغیرہ کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اُن کے مُنہ بند کرنے کو احادیث بخاری وغیرہ سُناتا اور پیش کرتا ہوں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

[illegible]

اور وہ شخص یہ بھی دعوے کرتا ہے کہ قرآن کا مطلب ومعانی جو وہ سمجھتا ہے کوئی صحابی کوئی تابعی کوئی امام کوئی مجتہد کوئی مفسر اور محدث نہیں سمجھا۔ اور اس دعوے کے مطابق وہ مسائل ذیل قرآن مجید سے ثابت ہونیکا دعوے کرتا ہے۔

(۱) آدم علیہ السّلام آسمانی بہشت سے نہیں نکالے گئے جس سے وہ نکالے گئے ہیں وہ زمین پر ایک باغ تھا۔

(۲) کوئی آیت قرآن منسوخ نہیں ہے۔

(۳) کوئی حکم توریت وانجیل بھی منسوخ نہیں ہے۔

(۴) وارثوں کے لئے مال کی وصیت کرجانا فرض ہے۔

(۵) عرش مخلوق نہیں قدیم ہے۔

(۶) آنحضرت قرآن کے معنے سمجھنے میں غلطی کیا کرتے تھے۔ کیا رہ ایسے محل و واقعات ہیں جن میں آنحضرت نے غلطی سے منشار قرآن کے خلاف کیا۔ اور حضرت عمر رضہ نے آپکو روکا۔ از انجملہ ایک واقعہ جنازہ عبداللہ بن ابی ہے۔ آنحضرت نے اُس کا جنازہ پڑھا۔ اور آیت اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ کا مطلب غلط سمجھا۔ تو حضرت عمر رضہ نے ادب کو بالائے طاق رکھکر آپ کا کپڑا پکڑ کر روک لیا۔ اور کہا کہ اِس آیت کا مطلب آپ نہیں سمجھتے۔

(۷) انبیاء سے فعل شیطانی بھی سرزد ہوتے ہیں۔ ایسے فعل شیطانی آنحضرت سے اٹھارہ سرزد ہوئے۔

(۸) شب معراج میں آپ پر پانچ نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ آپ نے غلطی سے اُن کو پچاس سمجھ لیا۔ اور حضرت موسیٰ کے کہنے سے بار بار جناب باری میں حاضر ہو کر تخفیف کا سوال کیا۔ اس غلطی میں اُس شخص نے آنحضرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کو بھی شریک کرلیا۔ اور یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے بھی غلطی کی کہ آنحضرت کے پہلے سوال کی تخفیف پر یہ بات نہ جتائی کہ میں نے تو پہلے ہی پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ آپ پانچ کو پچاس سمجھ کر کیوں تخفیف کا سوال کرنے آگئے ہیں۔ یا یہ سمجھا کہ خدا تعالیٰ تماشبین ہے کہ آنحضرت اور حضرت موسیٰ کی اِس غلطی پر مطلع ہو کر اُن کو غلطی پر متنبہ نہ کیا۔ اور بار بار پھرا کر تماشا دیکھتا رہا۔ اِس قسم کے مسائل وہ شخص اپنی مجالس اور تصانیف میں اور بہت بیان کرتا ہے۔ علماء دین حسبۃً لِلّٰہ و نصحاً لخلق اللہ بیان فرماویں کہ یہ شخص مسلمان ہے یا کافر۔ اور اس کے اقوال و مسائل اسلام اور مذہب سنت کے مسائل ہیں یا کفریہ اور بدعیہ مسائل بیّنوا توجروا +

الجواب

یہ شخص مسلمان نہیں۔ ایسا کافر ہے کہ اِس قسم کا کافر تمام دنیا میں کسی نے دیکھا ہو گا نہ سنا اور

ایسا زندیق ہے کہ اس جیسا زندیق (چھپا مرتد) زمانہ سابق کے زندیقوں میں پایا اور سُنا نہیں گیا۔ اور جو مسائل اور مقالات و دعاوی اُس کے سوال میں بیان ہوئے ہیں اُن میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس کو اسلام یا مذہب اہل سنت وجماعت سے تعلق ہو۔ بلکہ از انجملہ بعض مسائل کفریہ ہیں جن کے قطعی کفر ہونے پر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و اجماع اُمّتِ محمدیہ شاہد ہے۔ اور بعض بدعیہ جن کے اہل اہوا معتزلہ وغیرہ اہل بدعت قائل ہیں۔ اس شخص کا جس کے مقالات وخیالات مذکورہ نقل کئے گئے ہیں۔ ولی منشا اور اصل مدعا یہ معلوم ہوتا ہے کہ۔ لوگ دین اسلام و پیروی قرآن چھوڑ دیں۔ اور اُس کی مانند زندیق ہو جائیں۔ اور اگر برائے نام مسلمان رہیں تو اہل سنت وجماعت کا عمل واعتقاد ترک کر کے معتزلی وخارجی وغیرہ اہل اہواء میں داخل ہو جائیں۔ کیونکہ قرآن کا ایک حکم بھی منجملہ اُن احکام کے جو شرعی اور اسلامی اصطلاح کے احکام ہیں۔ اور صرف لغت عرب اُن کے سمجھنے کے واسطے کافی نہیں ہے۔ بغیر مدد حدیث اور تفسیر نبوی کے سمجھ اور عمل میں نہیں آسکتے نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ وَاَمْثَالُ ذٰلِکَ و بناءً علیہ حدیث نبوی کو مسلمان چھوڑ دینگے تو قرآن بھی ان سے چھوٹ جائیگا۔ اور اگر برائے نام کچھ رہا تو ایسا رہے گا جیسا معتزلہ وخوارج وغیرہ اہل اہوا کے عمل میں ہے۔ اور یہی اس ملحد اور زندیق کا مقصود معلوم ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ نے آنحضرت کے اتباع و پیروی کو ایسا ہی فرض قرار دیا ہے جیسے اپنی پیروی اور اتباع کو

آنحضرت کو مذکوری تحصیل یا چٹھی رسان کی مانند صرف الفاظ قرآن سُنا دینے کے لئے مامور نہیں فرمایا۔ بلکہ آپکو منصب تشریع تحلیل وتحریم عطا فرما کر مسلمانوں کا حاکم بنا دیا ہے۔

آنحضرت کے حکم سے انحراف کرنے والے کو ایسا ہی کافر کہا ہے۔ جیسے حکم خداوندی سے

انکار کرنے والی کو۔ آنحضرتؐ پر قرآن شریف کو اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ اُس کی شرح کریں۔ اور آپ اس کے معانی ومطالب مسلمانوں کو بتادیں۔ اور سکھاویں۔ ایک آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ۔ اللہ تعالےٰ امومنوں پر احسان کیا ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (اٰل عمران ع۱۷)

کہ ان میں ایسا رسول بھیجا جو اُن ہی (کے اعیان واشراف میں) سے ہے۔ وہ ان پر اللہ تعالےٰ کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور اُن کو پاک کرتا ہے۔ اور ان آیات (کے معنے جنکو وہ صرف زبان دانی سے نہ سمجھ سکتے) اُن کو سکھاتا ہے۔ اور نیز اُن کو حکمت (یعنے سُنت وحدیث) کی تعلیم کرتا ہے۔

ہر چند ایں دو علم یعنے علم ظاہر کتاب وعلم بواطن آں بعد از نزول کتاب موافق لغت [illegible] شما ممکن بود که بعضے اذکیائے شما بخودی خود بے استمداد بارشاد پیغمبر حاصل نتوانند کرد۔ لیکن ہنوز چیزہائے باقی بود کہ ہرگز آنرا بقوۃ فکریہ وقوت ذکا نتواں دریافت۔ ہر چند سعے وتلاش باقصے الغایات رسانیدہ شود۔ ولہذا ایں پیغمبر علیہ السلام درحق شما نعمتے عظیم گردید کہ شمارا ازاں چیزہا ہم نشان میدہد وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ یعنے وے آموزد شمارا آں چیزہا کہ ہرگز آنہارا نے توانستید دانستن بزور فکر وذکائے خود مثل عدد رکعات وتعیین اوقات نماز ونواقض وضو وموجبات غسل علے التفصیل والتحدید وتقدیر زکوۃ ودیات وقصص صالحین وطالحین امم ماضیہ سوائے آنچہ در کتاب

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث تفسیر عزیزی میں اس مضمون کی دوسری آیت کی تفسیر میں جو سورہ بقرہ میں ہے لکھتے ہیں کہ لفظ یَتْلُوْا کے بعد لفظ یُعَلِّمُ اسی واسطے فرمایا ہے۔ کہ قرآن کی بہت باتیں اگرچہ وہ ذکی وزباندان ہونے کی وجہ سے سمجھ سکتے تھے۔ مگر بعض شرعی احکام کو جن کے سمجھنے کے واسطے اُن کی زباندانی وذکا کافی

است و تفصیل حالات حشر و نشر و وزن اعمال و عبور بر پل صراط و منازل بہشت و درکات دوزخ و خصوصیات ثواب و عقاب موافق مقدار ہر عمل و بعضے از صفات ذات مقدس الٰہی مثل ضحک وغیرہ۔ کہ در کتاب نیست۔ (تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ ۶۱۹)

نہ تھی۔ آنحضرت ہی کے سمجھانے اور سکھانے سے وہ سمجھ سکتے تھو۔ ایسا ہی خود اس ملحد و زندیق نے جس کی نسبت یہ سوال پیش کیا گیا ہے اپنی تفسیر القرآن کے صفحہ ۸۳ میں کہا۔ اور اس مضمون کی دوسری آیت سورہ جمعہ کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے۔ وہی ذات پاک ہے جس نے ان پڑھ جاہل عربوں کے درمیان اُن ہی میں سے ایک عظیم الشان رسول کو بھیجا جو اُن کو آیات اللہ تعالیٰ کی پڑھ کر سناتا ہے۔ اور ہر طرح کی ظاہری و باطنی میل کچیل سے اُن کو پاک کرتا ہے۔ اور کامل صفات والی کتاب یعنے قرآن مجید اور اس کی حکمت یعنے حدیث شریف کی اُن کو تعلیم کرتا ہے۔ اور اِس تفسیر کی بہت سے مقامات صفحہ ۱۱۲ و [illegible] وغیرہ میں حدیث نبوی کو حکمت [illegible] اور اس کے عمل و قبول کو ایمان و تقوےٰ قرار دیا ہے۔

(۲) ایک اور آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تجھ پر (کتاب) یعنے قرآن

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (نساء ع ۱۷)

نازل فرمایا۔ اور حکمت (یعنے سنت و حدیث) نازل فرمائی اور تجھے بہت کچھ سکھایا (جو تو صرف نادان ہونے کی وجہ سے نہ جانتا تھا) اور تجھ پر خدا کا بڑا ہی فضل ہے۔

اِس آیت کا ترجمہ اس ملحد نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۸۳ میں یہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے تجھ پر کامل صفات والی کتاب یعنے قرآن شریف اور اُس کی حکمت حدیث نازل کی ہے اور تجھ کو ان باتوں کی تعلیم فرمائی ہے کہ جن کا ادراک بلا تعلیم علمی تجھ کو نہیں

ہو سکتا۔ یعنے جب تک کہ جبرئیل ان باتوں کی صورت بنا کر نہ دکھا دیتا تب تک تجھ کو ان باتوں کا پتہ نہ لگ سکتا۔

(۳) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ (نساء ع ۸)

ای الی کتاب اللّٰہ والی رسولہ مادام حیًا وبعد وفاتہ الی سنتہ والرد الی الکتاب والسنۃ واجب (معالم صـ ۲۳۶)

ایک اور[۳] آیۃ میں ارشاد ہے۔ اے ایمان والو اللہ تعالےٰ کا اور اس کے رسول کا اور اُن لوگوں کا جو تم (اہل اسلام) میں سے تم پر حکومت کا منصب رکھتے ہیں۔ حکم مانو۔ پھر اگر تم میں اور ان لوگوں میں اختلاف واقع ہو تو اس اختلاف کے فیصلے کے لئے) اللہ اور اس کے رسول (یعنے خدا کی کلام اور حدیث رسول) کی طرف رجوع کرو۔ اگر تم کو اللہ تعالےٰ اور پچھلے دن پر یقین ہے۔ ایسا ہی تفسیر معالم وغیرہ تفاسیر میں ہے۔

ایک[۴] اور آئت میں ارشاد ہے۔ تیرے رب کی (یعنے ہم کو اپنی) قسم ہے

(۴) فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (نساء ع ۹)

یہ لوگ مومن نہ ہونگے جب تک تجھے اپنے تنازعات میں حاکم نہ بناویں۔ اور پھر جو تو فیصلہ کرے اور حکم دے اس سے اپنے دل میں تنگی نہ پاویں۔ اور مان لیں۔

یہ آیت ایسے موقعہ پر نازل ہوئی تھی کہ آپ نے ایک کھیت کے پانی کے متعلق ایک ایسا حکم دیا تھا جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ صرف آپ کے سینے پر القا ہوا تھا چنانچہ حدیث صحیح بخاری صـ ۶۶ اور تفسیر معالم صـ ۲۳۷ میں بیان ہوا ہے۔

(۵) وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

ایک[۵] اور آیت میں ارشاد ہے۔ ہم نے کوئی

لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (نساء ع ۸)	رسول (جن میں آنحضرت بھی داخل ہیں)

بجز اس مقصود کے نہیں بھیجا کہ لوگ خدا تعالےٰ کے اذن سے اُنکا حکم مان لیں۔

(۷) وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَا اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا (نساء ع ۱۰)	ایک اور آیت میں ہے جس شخص نے رسول کا حکم مانا اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ جس نے رسول کے حکم سے مُنہ موڑا تو ہمنے

تم کو اُس کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ (یعنے ہم خود اس سے سنبھال لینگے)

اِن دو آیتوں میں صاف ارشاد ہوا کہ آنحضرت صرف پیغام رساں نہیں۔ بلکہ حاکم ہیں جن کی نافرمانبرداری ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔ ہم نے کوی رسول (جنمیں آنحضرت بھی داخل

(۸) وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ (سورہ ابراہیم ع ۱)	ہیں) نہیں بھیجا۔ مگر اس کی قوم کو زبان سے تاکہ وہ اپنی زبان اور اپنی کلام سے اس حکم کو جو خدا تعالیٰ نے اُتارا ہے بیان

کرے اور اس کو طول دے۔

(۹) وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (نحل ع ۲۵)	ایک آیت میں ارشاد ہے۔ تیری طرف قرآن ہم نے اس لئے اتارا کہ تو لوگوں کے لئے اُس کے مطابق بیان کرے۔ اور تاکہ وہ

فکر و تدبر کریں۔

اِن دو آیتوں میں صاف بیان ہے کہ آپ کا منصب صرف تبلیغ الفاظ قرآن نہیں بلکہ ان الفاظ شرح و تبیین اور تفسیر بھی آپ کا اعلےٰ منصب ہے۔ طرفہ یہ کہ اس امر کا اس ملحد نے جسکی نسبت سوال پیش کیا گیا ہے خود اپنی تفسیر میں اقبال کیا ہے۔ چنانچہ اُسکے صفحہ ۹۷ میں وہ لکھتا ہے کہ اس مقام کی تفسیر و تفصیل قرآن کریم ہی سے یا اُسکی

تفسیر حقانی حدیث نبوی سے تلاش کریں - اور صفحہ ۲۱ ۳ میں کہا ہے احادیث نبوی اور آیات خداوندی سب کے سب آپس میں ایک دوسرے کی تبیین و تفسیر و تقویت و تائید کرتی ہیں -

ایک اور آیت میں ارشاد ہے - جو لوگ اللہ اور اُسکے رسولوں کو نہیں مانتے

(۱۰) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (نساء - ع ۲۰)

اور چاہتے ہیں کہ ان دونو (خدا اور اسکے رسولوں) کو ماننے میں فرق کریں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک کو (یعنے خدا کو) تو مانیں گے (مگر دوسرے فریق) رسولوں کو نہ مانیں گے - وہ لوگ پکے کافر ہیں جن کے واسطے ہم نے ذلت کی مار تیار کی ہے -

ایک اور آیت میں ارشاد ہے - یہ رسول (دین میں) جو کچھ کہتا ہے اُس کو (اپنی خواہش (نفس) سے نہیں کہتا - بلکہ (جو کچھ وہ کہتا ہے) وہ وحی ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتی ہے -

(۱۱) مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (نجم - ع ۱)

ان هو ما نطقه فی الدین وقیل القرآن وحی یوحی (معالم صـ۱۸۵)

ما ینطق بما یأتیکم به عن الهوٰی هوی نفسه (جلالین نظامی صـ۴۳۵)

ایسا ہی تفسیر معالم التنزیل اور جلالین میں اس آیت کی تفسیر کی ہے -

ان دو آیات سے صاف ثابت ہے کہ جو شخص رسول کو یا اُس کے کسی حکم کو نہ مانیگا وہ کافر ہے - اور آنحضرت جو دین میں فرماتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے اس ملحد نے جس کی نسبت استفتا پیش ہوا ہے اپنے جوابات سوالات خمسہ میں جو

چھاپ کر اُس نے شائع کئے ہیں جواب سوال نمبر ۳ میں اِن دو آیتوں کے ایسے معنی بیان کئے ہیں جن میں صاف پایا جاتا ہے کہ آنحضرت کے اِس حکم کا جو حدیث میں وارد ہو۔ منکر "پکا" کافر ہے۔ وہ لکھتا ہے حدیث اور قرآن کے مقصود میں ذرہ بھی فرق نہیں ہوتا مطابق آیت یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ الی قولہ ھم الکافرون حقا اور ما ینطق عن الھوٰے ان ھو الا وحی یوحیٰ پھر حاشیہ میں پہلی آیت کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا۔ کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کی کلام اور اس کے رسولوں کی کلام میں فرق کریں ایسا کرنے سے یہ لوگ بڑے "پکے" کافر ہو جاتے ہیں۔

ایک [۱۲] اور آیت میں ارشاد ہے۔ رسول جو تم کو دے اور حکم سنادے وہ لے لو اور

(۱۲) مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (حشر ع ۲) نزل فی اموال الفیٔ - وھو عام فی کل ما امر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونھی عنہ (معالم ص ۸۹۳)

جس سے روکے رُک جاؤ۔ معالم وغیرہ تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت مال غنیمت کے حق میں نازل ہوئی۔ مگر اس کا حکم عام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک امر و نہی کو شامل ہے۔

(۱۳) فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (نور ع ۸)

ایک [۱۳] اور آیت میں ارشاد ہے۔ جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس سے ڈریں کہ اُن کو کوئی بلا یا دردناک عذاب پہونچے۔

(۱۴) مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (احزاب ع ۲)

ایک [۱۴] اور آیت میں ارشاد ہے کہ مومن مرد یا عورت کی شان نہیں کہ جب خدا اور اُسکا رسول کوئی حکم دیں تو اُن کو اُس کے ماننے یا نہ ماننے کا اختیار باقی رہے۔

یہ آیت آنحضرت کے اس حکم کی نسبت نازل ہوئی تھی - جو آپ نے زینب - اور اُس کے بھائی کو دیا تھا - کہ زینب کو زید بن حارثہ کے نکاح میں دیا جاوے -

ایک[۱۵] اور آیت میں ارشاد ہے - ہم ان لوگوں پر رحمت کریں گے جو رسول نبی امّی کی حکم برداری کرتے ہیں - وہ جن (کی پیشگوئی و بشارت) کو تورات و انجیل میں پاتے ہیں - وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے - بُری باتوں سے منع کرتا ہے ستھری چیزیں اُن کے لئے حلال کرتا ہے خبیث چیزیں حرام کرتا ہے -

معالم میں ہے کہ اچھی باتیں شریعت و سنّت ہے - اور بُری باتیں وہ ہیں جو شریعت اور سنّت نبوی سے نہ ہوں -

(۱۵) اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰتِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْھٰىھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ (اعراف ع ۱۹)

وقیل المعروف الشریعة والسنة والمنکر مالا یعرف فی شریعة وسنة (معالم ص ۳۶)

اِن آیات میں صاف تصریح ہے - کہ آنحضرت کو تشریع کا منصب حاصل ہے جو آپ حرام کریں وہ حرام ہے - جو حلال کریں وہ حلال ہے - اور آپ کے حکم کی اطاعت ایسی ہی واجب ہے جیسے حکم خدا کی - اور آپ کے حکم کی نافرمانی ایسی ہی موجب عذاب ہے جیسے اللہ کی فرمانبرداری کی -

اس مضمون کی اور آیات بہت ہیں - مگر ہم سب کی تفصیل نہیں کر سکتے - اور ذیل میں ایک دو حدیثیں مضمون آیات کی تائید میں نقل کرتے ہیں :-

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے - میں تم لوگوں میں دو بڑی بھاری چیزیں چھوڑ جاتا ہوں - جو ایک

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنته

ورسوله۔ رواه فی الموطا (مشکوٰۃ صـ۲۳)
وفی روایة ثقلین لن یتفرقا
حتی یردا علی الحوض وفی روایة
وسنتی وفی روایة وعترتی
والمعنے واحد۔

دوسری سے ہرگز جُدا نہ ہوگی۔ جبتک کہ وہ
دونو میرے پاس حوض کوثر پر نہ پہونچیں۔ ایک
کتاب اللہ دوسری میری سنت (یعنے
حدیث) ایک روایت میں ہے دوسری
میری عترت (اہلبیت) اس سے بھی
آپ کی مراد آپ کی سنت ہے۔ جو اہل بیت کے وسیلہ سے پہونچتی ہے۔ اور اہلبیت
بحکم صاحب البیت ادری بما فیہ یعنے گھر والے اُس چیز کو خوب جانتے ہیں جو گھر
میں ہوتی ہے۔ اس کے اچھے محافظ ہیں۔

اِس حدیث میں صاف ارشاد ہوا ہے کہ جو شخص کتاب اور سنت میں سے
ایک کا بھی تمسک چھوڑیگا وہ گمراہ ہو جاویگا۔

عن المقدام بن معد یکرب قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم
الا انی اوتیت القران ومثله معه
الا یوشك رجل شبعان علی اریکته
یقول علیکم بهذا القران فما وجدتم
فیه من حلال فاحلوه وما وجدتم
فیه من حرام فحرموه وان ما حرم
رسول الله کما حرم الله الا لا یحل
لکم الحمار الاهلی ولا کل ذی ناب
من السباع ولا لقطة معاهد
(مشکوٰۃ صـ۲۱)

مقدام سے روایت ہے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا سن رکھو مجھے قرآن
دیا گیا ہوں اور اُس کے ساتھ اس کی
مثل قریب ہے کہ ایک آدمی پیٹ بھرا
اپنی کھٹیا پر بیٹھا یہ کہے گا۔ لوگو صرف قرآن
کو لازم پکڑو جو اس میں حلال پاؤ اسکو
حلال سمجھو۔ اور جو اس میں حرام پاؤ اسکو
حرام سمجھو۔ حالانکہ جو کچھ رسول نے حرام
کیا ہے وہ ویسی ہی ہے جس کو خدا نے
حرام کیا۔ سُن رکھو۔ تمہارے لئے آبادی
کی گدھی حلال نہیں۔ اور نہ درندی ذی‌ناب

کاٹنے والی اور نہ ذمی کی گری ہوئی چیز۔

وعن ابن مسعود قال لعن الله الواشمات
والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات
للحسن المغيرات خلق الله فجاءته امرءة
فقالت انه بلغني انك لعنت كيت وكيت
فقال مالي لا العن من لعن رسول الله ص
ومن هو في كتاب الله فقالت لقد قرات
مابين اللوحين فما وجدت فيه ماتقول
قال لئن كنت قرايته لقد وجديته
اما قرات ما اتاكم الرسول فخذوه و
مانهٰكم عنه فانتهوا قالت بلى قال فانه
قد نهى عنه (مشكوة [illegible])

اور عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے
گودنے والی اور بال چننے والی اور دانت باریک
کروانے والی عورتوں کے حق میں کہا کہ خدا تعالے
ان کو لعنت کرتا ہے ایک عورت آپکے پاس آکر
معترض ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میں کیوں ایسی
عورتونکو لعنت نہ کروں جنکو رسول اللہ نے
لعنت کی ہو اور وہ کتاب اللہ میں موجود ہے
وہ بولی میں نے تو سارا قرآن پڑھا اسمیں کہیں لعنت
نہیں پائی اُسنے کہا کہ اگر تو قرآن پڑھتی تو تو
ضرور اسمیں لعنت پاتی۔ تو نے یہ آیت قرآن میں
نہیں پڑھی ما اتاکم الرسول فخذوہ وما
نهٰكم عنه فانتهوا۔ الخ وہ بولی ہاں پائی ہے۔ آپنے کہا پس یہی کتاب اللہ کا حکم ہے کیونکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع کیا ہے۔

بالجملہ آیات و حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صرف الفاظ قرآن کے پیغام
رسان نہ تھے بلکہ شریعت کے احکام کے خود حاکم تھے۔ اور وہ احکام جو خدا کی طرف سے آپنے پہنچائے
ہیں قرآن میں منحصر نہیں بلکہ آپ کی حدیث بھی جو حدیث صحیح سند اور معتبر واسطہ سے کسی کو پہنچ جاے۔ وہ
ایک قرآنی حکم اور اُسکی مانند واجب العمل ہے۔ اور اُسکا منکر و مخالف بھی مخالف قرآن ہے۔

ان آیات و احادیث کے مطابق اقوال سلف و خلف علماء و فقہاء اسلام
بکثرت کتابوں میں موجود ہیں۔ لیکن ان اقوال کی تفصیل اس فتوے میں نہیں کر سکتے۔
لہذا اس فتوے میں چند اقوال بطور تمثیل بیان کئے جاتے ہیں۔

وَدَخَلَ اِلَیْہِ مَرَّۃً رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْکُوْفَۃِ وَ الْحَدِیْثُ یُقْرَءُ عِنْدَہٗ فَقَالَ رَجُلٌ دَعُوْنَا عَنْ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ فَزَجَرَہُ الْاِمَامُ زَجْرًا شَدِیْدًا وَقَالَ لَوْلَا السُّنَّۃُ مَا فَھِمَ اَحَدٌ مِّنَّا الْقُرْاٰنَ (فتوحات مکیہ)

مَنْ رَدَّ حَدِیْثًا قَالَ بَعْضُ مَشَائِخِنَا یَکْفُرُ وَقَالَ الْمُتَاَخِّرُوْنَ اِنْ کَانَ مُتَوَاتِرًا کَفَرَ قُلْتُ ھٰذَا ھُوَ الصَّحِیْحُ اِلَّا اِذَا رَدَّ حَدِیْثًا عَلٰی وَجْہِ الْاِسْتِخْفَافِ وَالْاِسْتِحْقَارِ وَالْاِنْکَارِ (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری)

فتوحات مکیہ میں حضرت امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ آپکی مجلس میں جہان حدیث پڑھی جاتی تھی ایک شخص پہنچکر بولا کہ ان احادیث کو چھوڑو۔ آپنے اُسکو سخت جھڑکا اور فرمایا۔ اگر حدیث نہوتی تو ہم قرآن کو سمجھ نہ سکتے۔

اور شرح فقہ اکبر میں فتاوٰے خلاصہ سے نقل کیا کہ جو شخص کسی حدیث کو رد کرے اُسکے حق میں بعض مشائخ کا فتوی ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے اور متاخرین علمانے کہاہے کہ اگر حدیث متواتر ہو تو اُسکو رد کرنیوالا کافر ہوتا ہے۔ میں (ملا علی قاری) کہتا ہوں یہی قول صحیح ہے۔ ہاں اگر کسی حدیث غیر متواتر کو بھی حقارت اور اہانت کی نظر سے رد کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔

یہ اس ملحد کے آنحضرت کو صرف پیغام رسان کہنے اور آپکے احکام سنت وحدیث کو رد کرنے کی وجہ سے اُسکے کفر کا ثبوت ہے۔ اب رہا اسکا تمام اہل حدیث کو جنمیں صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین سب داخل ہیں کافر کہنا اور ان مسایل ہشتگانہ کو جو احادیث صحیحہ سے اور بعض قرآن سے ثابت ہیں کفر قرار دینا اور اپنے مخترعہ مسائل ہشتگانہ کے قرآن سے ثابت ہونے کا دعوی کرنا سو اُسپر مفصل بحث کرنے کی اس فتوی میں گنجایش نہیں ہے۔ اس بحث کے لئے ایک مجلد ضخیم کی ضرورت ہے۔ لہذا بجائے اس تفصیل کے اس اجمال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ کہ تمام امت کو جن میں صحابہ وغیرہ سلف صالحین بھی داخل ہیں کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اور مسایل ہشتگانہ مذکورہ کو (جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں) کفر کہنا بحکم آیات واحادیث مذکورہ بالا کفر ہے۔ اور اس ملحد کا اپنے مسائل کا قرآن سے ثابت کرنا محض کذب ہے۔ وہ مسائل گروہ نیچریہ ومعتزلہ وخارجیہ کے مسائل ہیں آ

اس اجمال کی تائید میں ایک دو اقوال علماء پیش کئے جا سکتے ہیں ۔

ان کل ما فیہ تضلیل الامۃ یکون کفرًا (اعلام ابن حجر)

وکذالک نقطع بتکفیر کل قائل قولًا یتوصل بہ الی تضلیل الامۃ (شرح عقیدہ یافعی)

ابن حجر نے اعلام میں کہا ہے جس قول میں تمام امت کی تکفیر پائی جائے وہ کفر ہے ۔ شرح عقیدہ یافعی میں ہے ۔ ایسا ہی ہم کو یقین ہے کہ جو شخص ایسی بات کہتا ہے جس میں تمام اُمّت محمدیہ کی تکفیر پائی جاتی ہے ۔ وہ قطعی کافر ہے ۔

وقد اغرب الکیدانی حیث قال والعاشر من المحرمات الاشارۃ بالسبابۃ کاھل الحدیث ای مثل اشارۃ جماعۃ یجمعھم العلم بحدیث رسول علیہ السلام وھذا منہ خطاء عظیم وجرم جسیم منشاءہ الجھل من قواعد الاصول ومراتب الفروع من المنقول لولا حسن الظن و تاویل کلامہ لکان کفرہ صریحا وارتدادہ صحیحًا فھل لمؤمن ان یحرم ما ثبت فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کاد ان یکون نقلہ متواترًا و یمنع ما علیہ عامۃ العلماء کابرا عن کابر الی ان قال مع انہ یکفی فی موجب تکفیر الکید انی اھانۃ المحدثین الذین

کیدانی نے اپنے خلاصہ میں نماز میں انگلی شہادۃ اٹھانے کو حرام کہا اور اُسکے ساتھ یہ لفظ کہدیا کہ جیسا اہل حدیث کرتے ہیں تو ملا علی قاری نے اِس قول پر فتوے کفر لگایا اور یہ کہا کہ اگر حسن ظن اور اس کے سبب سے تاویل کی گنجائش نہوتی ۔ تو اس فعل مسنون کو حرام کہنے سے کیدانی پر کفر صریح اور مرتد ہو جانے کا حکم لگایا جاتا ۔ پھر کہا اِس کی تکفیر کے لئے یہی توہین محدثین کافی ہے ۔ جو اس کے قول سے سمجھی جاتی ہے ۔ کہ جیسا اہل حدیث کرتے ہیں ۔

اس فتوے کے اخیر میں آنحضرت کی چند احادیث جو جملہ صحابہ جن میں

ہم عمدۃ ائمۃ الدین المفہوم من قولہ کلاھا
الحدیث (تزئین العبارۃ لتحسین الاشارۃ ملا علی قاری)

عن ابی سعید الخدری قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا
اصحابی فلو ان احد کم انفق
مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم
ولا نصیفہ (مشکوۃ ص۵۴۵)

عن عبد اللہ بن مغفل قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ
اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی
لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن
احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی
ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن
اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ
فیوشک ان یاخذہ (مشکوۃ ص۵۴۶)

عن ابی ھریرۃ رض ولعن اخر ھذہ
الامۃ اولھا فارتقبوا عند ذلک
ریحا حمراء وزلزلۃ وخسفا و
مسخا وقذفا (مشکوۃ ص۴۶۲)

اہل بیت بھی داخل ہیں۔ اور سلف
صالحین کی حمایت میں منقول نقل کی گئی ہیں۔
ایک حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہے کہ میرے اصحاب کو بُرا مت کہو
اگر تم (اور لوگ جو صحابہ سے نہ ہو) اُحد کے
برابر سونا خرچ کرو تو میرے اصحاب کے ایک
سیر اور آدھ سیر کو بھی نہیں پہنچیگا۔
ایک اور حدیث میں ہے۔ میرے اصحاب
کے معاملہ میں خدا سے ڈرنا میرے بعد
اُنکو نشانہ نہ بنانا۔ جو اُن سے محبت کریگا
وہ میرا محب ہوگا۔ جو اُن سے بغض کریگا
اُس نے مجھ سے بغض کیا جس نے اُن کو ایذا
پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی جس نے مجھے ایذا
پہنچائی اُس نے خدا تعالےٰ کو ایذا پہنچائی۔
ایک اور حدیث میں علامات قیامت
کو شمار کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اس اُمت
کے پچھلے لوگ پہلوں کو لعنت کہیں یعنے بُرا
کہیں تو پھر سُرخ آندھی اور زلزلہ اور زمین

دھس جانے اور صورتوں کے مسخ ہو جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کے منتظر رہ۔ ایک اور حدیث میں

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری

خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم ان بعدہم قوم تیشہدون ولا یستشہدون ویخونون ولا یوتمنون وینذرون ولا یفون ویظہر فیہم السمن۔ متفق علیہ۔ وفی روایۃ ثم یفشو الکذب (مشکوۃ ص۴۴۵ وغیرہ)

امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں۔ ان کے بعد بہترین خلائق وہ ہیں جو اُن کے قریب ہوں گے۔ ان کے بعد بہتر وہ ہونگے جو اُن کے قریب ہونگے۔ اُن کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی کے لئے بُلائے نہ جائیں گے۔ اور خود بخود گواہی دینگے امانت میں خیانت کریں گے اور امانت دار نہ بنائے جائیں گے۔ اور خدا کی منتیں مانیں گے اور اُن کو پورا نہ کرینگے۔ ان میں موٹاپن ظاہر ہوگا۔ بعض روایات میں ہے۔ ان میں کذب ظاہر ہوگا۔

ان احادیث میں صاف ارشاد ہوا ہے کہ صحابہ اور سلف امت کا ایمان و خلاص قوی تھا۔ ان کو بُرا کہنا خدا اور رسول کو ایذا پہنچانا ہے۔ اور قرون ثلثہ (زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و زمانہ صحابہ و زمانہ تابعین) کا عام عملدرآمد سراسر خیر اور دین ہے اسکو کفر قرار دینا اپنے کفر کا اقرار کرنا ہے۔ اور قرون ثلثہ کے مخالف کوئی عمل یا اعتقاد دین میں نکالنا سراسر گمراہی ہے۔ خدا تعالے مسلمانوں کو ایسے اعتقادات و مقالات سے بچاوے۔ اور عمل مطابق سنت نصیب کرے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس شخص سے جس کی نسبت سوال کیا گیا ہے۔ اور اس کے جملہ ہم خیال و ہم مقال لوگوں سے احتراز اختیار کریں۔ نہ اُن کو سلام مسنون کریں۔ اور نہ جواب سلام دیں۔ اور نہ دعوت مسنونہ میں بلاویں۔ اور نہ اُنکے پیچھے نمازیں اقتدار کریں۔ اور اگر وہ اُنہیں عقائد و مقالات پر مرجائیں تو اُنکا جنازہ نہ پڑہیں۔ ھذا ما اعتقد وبہ احکم واتدین ترجمہ یہی مرا اعتقاد ہے اور یہی کہ مطابق میں حکم الٰہی کے حتمیں حکم شرعی دیتا ہوں اور میں اسکا پابند ہوں۔

حررہ ابو عبید احمد اللہ امرت سری

۱۲۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(اصل) الجواب ھو الموفق للصواب (ترجمہ)

اگرچہ ہر یک از ہفوات مندرجہ سوالات برائے ظہور خروج قائل از دائرہ صواب دلیلیست واضح۔ و برائے ثبوت اعراض مدعی از صراط مستقیم حسن اتباع سید الانبیاء حجتیست ساطع لیکن درباب لزوم کفر و رجوع فسق مراتب متفاوت و درجات مختلف مبدار و چنانچہ تعمیم تکفیر درحق عاملین بسنن نبوی بوجھے کہ گروہ والا شان و جماعت ذوالاحترام صحابہ کرام را شامل گردد انکار صریح و جحود نصوص آیات قرآنی و النصوص رحمانی است زیراکہ شروع عمل بمفہومات اخبار و حکم بفحوائے آثار سید الابرار از ان رہط کریم و جماعت با تعظیم خصوصاً خلفائے راشدین و ائمہ مہدیین بلا خلاف مخالفے و بدون نزاع منازعے بوجود آمدہ تا زمان حال برابر مستمر و متوارث ماندہ شہرت این امر و کثرت این خبر بحدے نیست کہ شخصے از عقلاء و فردے از علماء یارائے انکار و وسع خلاف درخود بیند و کیف ہو مع ان التواتر من اقوی اسباب

اگرچہ اُس شخص کی ہر ایک بکواس جو سوال میں درج ہے۔ اس کی درستی سے خارج ہونے پر روشن دلیل ہے۔ اور آنحضرت کی سیدھی راہ کی پیروی سے اُسکے مُنہ پھیرنے پر واضح سند ہے۔ لیکن اسکا کافر و فاسق ہونا جو اس کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے۔ مختلف درجے رکھتا ہے۔ اسکا عام طور پر عاملین بالحدیث کو کافر کہنا جو گروہ والا شان صحابہ کو بھی شامل ہے۔ آیات قرآنی سے صاف انکار کرنا ہے کیونکہ اس بزرگ جماعت خصوصاً خلفائے راشدین و دیگر ائمہ دین کا حدیث نبوی پر عمل کرنا بغیر کسی اختلاف کے وقوع میں آچکا ہے۔ اور وہ عمل اس وقت تک مستمر و جاری چلا آیا ہے۔ اور تواتر کے ساتھ اُن سے ثابت ہے اس میں کسی عقلمند کو اختلاف و نزاع کی گنجائش نہیں ہے۔ اور یہ تواتر اسباب یقین سے بڑا قوی سبب ہے۔ اور اصحاب نبوی کو کافر کہنا آیات ذیل سے

الیقین وابین طرق العلم پس رجوع تکفیر باوشاں
از اول ہذیانش ظاہر۔ وتحقیق جو داز آیات ذیل
باہر۔ والذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا
فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا
اولئک ھم المؤمنون حقا لھم مغفرۃ
ورزق کریم۔ پارہ (۱۰) رکوع (۵)۔
ومالکم الا تنفقوا فی سبیل اللہ وللہ
میراث السمٰوات والارض ط لا یستوی
منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل ط
اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا
من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ ط
واللہ بما تعملون خبیر۔ پارہ (۲۷) رکوع حدید (۱)
محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء
علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا
سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا
سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ط
ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی
الانجیل کزرع اخرج شطأہ فاٰزرہ
فاستغلظ فاستوی علی سوقہ
یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار ط
وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات

انکار کرنا ہے۔ (صریح کفر ہے) اللہ تعالےٰ
نے اصحاب کے حق میں فرمایا ہے:۔
وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے
ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جان دی وہ
لوگ سچے مومن ہیں۔ ان کے لئے بخشش
ہے۔ اور عزت والا رزق۔ اور فرمایا
تم کو کیا ہو گیا کہ تم خدا کی راہ میں خرچ
نہیں کرتے۔ حالانکہ زمین و آسمان کی
تمام وراثت خدا ہی کے لئے ہے۔ تم
(سبھی) برابر نہیں ہو۔ جن لوگوں نے
فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا۔ اور وہ مسلمانوں
کو ستانے والے کافروں سے لڑے۔ وہ
اعلےٰ درجہ کے لوگ ہیں اُن کی نسبت جنہوں نے
فتح مکہ کے بعد خرچ کیا۔ اور پیچھے کر لڑے
اور ہر ایک کو خدا تعالےٰ نے اچھا وعدہ دیا
ہے۔ خدا تم سب کے عملوں سے خبردار ہے
اور فرمایا محمد اللہ کا رسول ہے۔ اور جو
اُسکے ساتھ ہیں مخالفین کے مقابلہ میں سخت
زور آور ہیں۔ اور آپس میں بڑے رحم والے
اُن کو تو رکوع اور سجدے کی حالت میں
دیکھتا ہے۔ وہ خدا کے فضل اور اُس کی

منہم مغفرۃ و اجرا عظیما ۔ پارہ (۲۶)

رکوع (۱۴) سورہ فتح ۔

و ہمچناں سلب رتبہ تعلیم و انکار در جہ تفہیم

از جناب انبیاء علیہم الصلوٰۃ و التسلیم با آنکہ

عددے از احکام قرآنی و کثیری از خطابات

الٰہی ہمچوں تعداد رکعات صلوات و کیفیت

ادائے آنہا و نصابہا زکوٰۃ و خصوصیات

احکام حج وغیرہ وغیرہ ازاں قبیل است کہ

بغیر اعلام سید الانام صورت ظہور نگرفتہ و

نہ قائل بوجہے دیگر براں مطلع گشتہ خلاف

نص صریح لقد من اللّٰہ علی المؤمنین

اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم

یتلو علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم

الکتاب والحکمۃ ۔ وان کانوا من قبل

لفی ضلل مبین ۔ پارہ (۴) رکوع (۱۶)

و موجب لزوم امریست کہ گریزش ازاں

متصور نیست ہمچنیں انسبت سہو و خطا در فہم

معانی کلام ملک علام بحضرت سید الاصفیاء

و اتقیاء مخالف منطوق محکم الوثوق والنجم

اذا ھوے ما ضل صاحبکم وما

غوی ۔ وما ینطق عن الھوی ۔ ان

رضا کے طالب ہیں ۔ ان کی علامت اُن کے

چہروں پر سجدے کا نشان موجود ہے ۔

یہی حال و مثال اُن کی توریت و انجیل

میں ہے ۔ جیسے کھیتی جو پہلے پٹھا نکالتی ہے

پھر اُس کو مضبوط کرتی ہے ۔ پھر وہ موٹا

ہوجاتا ہے ۔ پھر اپنی نالی پر کھڑا ہوجاتا ہے

جو کسان کو اچھا معلوم ہوتا ہے ۔ خدا اُس سے

کافروں کے دلوں کو جلاتا ہے ۔ اور

جو لوگ ایمان لائے اُن کے لئے بخشش اور

بڑا اجر ہے ۔

ایسا ہی اُس شخص کا آنحضرت کے رتبہ

تعلیم قرآن و تفہیم معانی قرآن کو گھٹانا صریح

نصوص قرآن کا خلاف ہے ۔ بہتیرے

احکام قرآن (جیسے رکعتوں کی تعداد اور

ادائے نماز کی کیفیت ۔ اور زکوٰۃ کی

نصاب اور احکام حج کی خصوصیات

اِس قسم سے ہیں کہ وہ آنحضرت صلے اللہ

علیہ وسلم کی تعلیم کے بغیر ظہور پذیر نہ ہوتے

اور نہ کوئی ان پر مطلع ہوتا ۔ اسی واسطے

خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ کہ خدا تعالےٰ

نے مومنوں پر احسان کیا ۔ جبکہ اُن میں سے